۲۷؍ دسمبر ۱۹۱۲ء

مسجد نور قادیان

خطبہ جمعہ

جو حضرت خلیفۃ المسیح نے ایام جلسہ کے جمعہ میں مسجد نور میں پڑھا۔

تشہد' تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

وَ الْعَصْرِ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ (العصر ۲ تا ۴)۔

اور پھر فرمایا۔

بہت سے ہمارے دوست آج غالباً رخصت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار ہو گا جو ہم آئندہ سال ملیں گے۔ اب کے تیسرا برس ہے۔ میں اپنے حالات کو نگاہ کرتا ہوں۔ ہمیشہ رات کو یقین نہیں ہوتا کہ صبح کو اٹھوں گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تم ہم اکٹھے ہو گئے ہیں اس لئے تم سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا ہوں اور سب کے لئے جو رخصت ہوں گے دعا کرتا ہوں۔ اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَ اِیْمَانَکُمْ وَ خَوَاتِیْمَ عَمَلِکُمْ وَ زَوَّدَکُمُ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَ غَفَرَ ذَنْبَکُمْ وَ شَکَرَ سَعْیَکُمْ وَ اللّٰہُ مَعَکُمْ

اَیْنَمَا کُنْتُمْ وَ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَ قَدْ فَازَ الْمُتَّقُوْنَ- اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُحْسِنُوْنَ- اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دین کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ اپنی امانتوں کو ضائع نہیں کرتا۔ تمہارے دین کو' ایمان کو' تمہارے خاتمہ کو' سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ پھر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ وَزَوَّدَکُمُ اللّٰہُ التَّقْوٰی- اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ میں متقیوں کے ساتھ رہوں گا۔ متقی خدا تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ متقی کو علم دیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ متقی کو رزق دوں گا۔ متقی کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے۔ میں تم سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ تم متقی جماعت بنو۔ پھر میں تم سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف کردے۔ تم جہاں جہاں رہو اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و مددگار رہے۔

پھر میں خوشی کی خبر سناتا ہوں کہ ابھی تار آیا ہے۔ ہمارے میاں صاحب ۲۵ دسمبر کو جدہ سے جہاز پر سوار ہو گئے ہیں۔ یہ مبارک خبر ہے۔ میں بہت خوش ہوں۔ تم اس خبر سے خوش ہو گے۔ ہمارے میاں صاحب جس جہاز پر سوار ہوئے ہیں اس کا نام منصورہ ہے۔ نصرت ان کے شاملِ حال ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ مجھے پسند ہیں کیونکہ آدمی کھڑے کھڑے پڑھ سکتا اور نفع اٹھالیتا ہے اور معلوم نہیں کہ کب کس پر اثر ہو جائے۔ مگر چھوٹے چھوٹے رسالوں کے سبب حضرت مسیح موعود کی کتابوں کی خریداری کم ہو گئی ہے۔ ان میں جو درد ہے وہ اوروں میں ملنا مشکل ہے۔ میں اس قرضہ سے یوں سبکدوش ہوں۔ میں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ اگر میں کوئی کتاب لکھتا تو تم لوگ اسی کو خریدتے اور میں نے نہیں چاہا کہ اس طرح حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت پر اثر پڑے۔

یہ سورۃ (العصر) میں نے بارہا لوگوں کو سنائی ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی سورۃ جو ہر شخص کے لئے بابرکت ہو خدا تعالیٰ کی کتاب میں میرے خیال میں اس کے سوا اور نہیں آئی۔ قرآن کریم کے ہر ایک فقرہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور محض فضل سے سارے جہان کی تعلیم و تربیت اور پاک تعلیم و تربیت حاصل اور ضرور حاصل ہو سکتی ہے۔ مگر صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کی عادت تھی کہ جب آپس میں ملتے تھے تو اس سورۃ کو پڑھ لیتے تھے۔ ممکن ہے کہ میری آواز سب لوگوں کے کان میں نہ پہنچے کیونکہ میں بیمار ہوں۔ صبح سے اب تک خطوط پڑھتا تھا۔ تھک گیا ہوں اور بوڑھا بھی ہوں۔ جو لوگ دور ہیں اور ان کے کانوں میں میری آواز نہیں پہنچ سکتی ان کے کانوں میں وہ لوگ جو سنتے ہیں پہنچادیں اور کوشش کریں کہ سب کے کانوں تک اس سورۃ کی آواز ضرور پہنچ جائے۔ جو سنتے ہیں وہ اس شکریہ میں دوسروں تک

پہنچائیں۔

یہ بڑی مختصر سورۃ ہے۔ پہلی بات اس سورۃ شریفہ میں یہ ہے کہ وَالْعَصْرِ۔ عصر ایک زمانہ کو کہتے ہیں۔ ہر آن میں پہلا زمانہ فنا اور نیا پیدا ہوتا جاتا ہے۔ ہر وقت زمانہ کو فنا لگی ہوئی ہے۔ کل کا دن ۲۶ دسمبر ۱۹۱۲ء اب کبھی نہیں آئے گا۔ ۲۷ دسمبر ۱۹۱۲ آج کے بعد کبھی دنیا میں نہ آئے گا۔ آج کی صبح اب کبھی نہ آئے گی۔ یہ زمانہ بڑا بابرکت ہے۔ یہ جو آریہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ زمانہ مخلوق نہیں اور جو قدیم ہے وہ فنا نہیں ہوتا' وَالْعَصْرِ کا لفظ ان کے لئے خوب رد ہے۔ میں جس زمانہ میں بولا وہ اب چلا بھی گیا اور جس میں آگے بولوں گا وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوا۔ زمانہ کو غیر مخلوق ماننے والوں کے لئے کیسا عمدہ رد ہے۔ زمانہ کو جہاں تک لئے جائیں ایک حصہ مرتا جاتا ہے' ایک حصہ پیدا ہوتا جاتا ہے۔ اس مرنے اور پیدا ہونے کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔

ایک فائدہ عصر میں یہ ہے کہ ہر ایک وقت جو انسان پر گزرتا ہے اس کو فنا لازم ہے۔ اسی طرح انسان کے اجزا بھی ہر آن میں فنا ہوتے ہیں اور ہر آن نئے اجزاء پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک نئی مخلوق بن کر انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ جب میں جوان تھا میرے سب بال سیاہ تھے۔ آج کوئی بال سیاہ نہیں۔ جب ہم نئی حالت میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی ہیں کہ ہر آن میں تم ہمارے محتاج ہو۔ اگر میرا فضل و کرم نہ ہو تو تم کچھ بھی نہیں۔

ایک بات عصر میں یہ ہے کہ لوگ زمانہ کو برا کہتے ہیں۔ شاعروں نے تو یہ غضب کیا کہ دنیا کا ہر ایک دکھ اور مصیبت زمانہ کے سر تھوپ دیا۔ خدا تعالیٰ کا نام ہی درمیان سے نکال دیا۔ گردش روزگار کی اس قدر شکایت کی ہے کہ جس کی حد نہیں۔ گویا ان کا دارومدار' ان کا نافع اور ضار سب کچھ زمانہ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمانہ کی شکایت نہ کرو۔ یہ بھی قابل قدر چیز ہے۔ عصر کے بعد پھر کوئی وقت نہیں ہوتا جو ہم فرض نماز ادا کریں۔

میرا یقین ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد غرض ہے کہ اب قرآن شریف جیسی کتاب اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا رسول جس کے جانشین ہمیشہ ہوتے رہیں گے اب دنیا میں نہ آئے گا۔ عصر سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشینوں کا زمانہ ہے۔ اب اور کے لئے زمانہ نہیں رہا یہاں تک کہ دنیا کا زمانہ ختم ہو۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ جس طرح زمانہ گھاٹے میں ہے اسی طرح انسان۔ ایک شخص مجھ سے

کہنے لگا کہ زمانہ قدیم ہے۔ میں نے کہا جب تم ماں کے پیٹ اور باپ کے نطفہ میں تھے وہ وقت اب ہے اور جب تم مروگے وہ زمانہ اب موجود ہے؟ کہا۔ نہیں۔ میں نے کہ ایک موجود ہے' وہ معدوم ہے۔ وہ موجود ہو گا۔ انسان کا جسم ایک برف کی تجارت ہے۔ اسی طرح زمانہ ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ گھاٹے میں تو سب ہیں مگر ایک شخص مستثنیٰ ہے۔ وہ کون؟ ایماندار کہ اس کو گھاٹا نہیں۔ ایمان کیا ہے؟ غیب الغیب ذات پر ایمان رکھنا۔ اس کو مقدم سمجھنا۔ اس کی نافرمانی سے ڈرنا اور یہ یقین کرنا کہ اگر ہم نافرمان ہوں تو اس پاک ذات کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔ نماز پڑھنا اور سنوار کر پڑھنا۔ لغو سے بچنا۔ زکوٰۃ دینا۔ اپنی شرمگاہوں کو محفوظ کرنا۔ اپنی امانتوں اور عہود کا لحاظ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک' صفات' افعال' اسماء' اس کے محامد اور اس کی عبادات میں کسی کو شریک نہ کرنا۔ ملائکہ کی نیک تحریک کو ماننا۔ انبیاء کی باتوں اور کتابوں کو ماننا۔

قرآن کریم تمام انبیاء کی پاک باتوں اور کتابوں کے مجموعہ کا خلاصہ ہے۔ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البینہ:۴) قرآن کریم سب کتابوں کا محافظ ہے۔ اس میں دلائل کو اور زیادہ کر دیا ہے۔ اس کتاب (قرآن کریم) کو اپنا دستور العمل بنانا' اس کو پڑھنا' سمجھنا' اس پر عمل کرنا' خدا تعالیٰ سے توفیق مانگنا کہ اس پر خاتمہ ہو' جزا سزا پر یقین کرنا' محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم کمالات نبوت و رسالت اور خاتم کمالات انسانیہ یقین کرنا۔ دنیا میں جس قدر ہادی ان کے بعد آئیں گے سب انہیں کے فیض سے آئیں گے۔ ہمارے مسیح آئے' مگر غلام احمد ہو کر آئے۔ وہ فرماتے ہیں۔

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یہ حضرت صاحب کا سچا دعویٰ ہے اور اسی پر عملدر آمد تھا۔ ایک نقطہ بھی دین اسلام سے علیحدہ ہونا ان کو پسند نہ تھا۔

تم خدا تعالیٰ کی تعظیم کرو۔ اس کی مخلوق کے ساتھ نیک سلوک کرو۔ "مخلوق" کا لفظ میں نے بولا ہے۔ تم ایسے بنو کہ درختوں' پہاڑوں' جانوروں' سب پر تمہارے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو۔ مخلوق الٰہی پر شفقت کرو۔ انسان پر جب تباہی آتی ہے تو اس کی وجہ سے سب پر تباہی نازل ہوتی ہے۔ ع

از زنا افتد وبا اندر جہات

جنابِ الٰہی نے جس طرح حکم دیا اس پر عمل کرو۔ گھاٹ پر پاخانہ پھرنے سے' درختوں کے نیچے اور راستوں پر پاخانہ پھرنے سے ہماری شریعت نے منع فرمایا ہے۔ ایمان کے ساتھ اعمال بھی نیک ہوں۔ جس میں بگاڑ ہے وہ خدائے تعالیٰ کا پسندیدہ کام نہیں۔ پھر ان سچے علوم کو میری زبان سے تم نے کچھ سنا ہے۔ اپنے گزشتہ امام سے سنا ہے اور اس کی پاک تصانیف میں دیکھا ہے۔

وَ تَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ پاک تعلیم یعنی حق کو دوسری جگہ پہنچاؤ۔ بہت سے لوگ ہم سے ملنا چاہتے ہیں اور ہم سے محبت اور اخلاص چاہتے ہیں مگر ایمان کے حاصل کرنے اور ایمان کے مطابق سنوار کے کام کرنے اور پھر دوسروں تک پہنچانے میں متامل ہیں۔ بہت سے لوگ یہاں بھی آئے ہیں اور مجھ سے ملے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر آپ ہم سے بالکل مل جائیں تو ہم آپ کے ہو جاتے ہیں۔ میں نے کہا ہماری تعلیم پر عمل کرو گے؟ تو کہتے ہیں تعلیم تو ہماری آپ کی ایک ہی ہے۔ میں نے کہا جب کہ تم ہماری تعلیم پر عمل کرنے سے جی چراتے ہو تو پھر ہم تم ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ سن کر شرمندہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ یہ سب کے سب منافق طبع لوگ ہوتے ہیں۔ ایسے منافق بہت ہیں۔ یہ سب ہم کو دھوکا دینا چاہتے ہیں۔ تم حق کو پہنچاؤ اور حق کے پہنچانے میں علم و حکمت اور عاقبت اندیشی سے کام لو۔ جو عاقبت اندیشی سے کام نہیں لیتے وہ بعض اوقات ایسے الفاظ کہہ دیتے ہیں جن سے بڑا نقصان ہوتا ہے۔

کسی شخص نے مجھ کو خط لکھا کہ میں نے ایک شخص سے کہا کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں میرے لئے دعا کرنا۔ احمدی نے سن کر کہا کہ مکہ مدینہ کا کیا کوئی الگ خدا ہے؟ اس پر اس شخص کو بڑا ابتلا پیش آیا۔ اگر نرمی سے کہا جاتا تو نتیجہ خطرناک نہ ہوتا۔ اس طرح کہ مکہ مدینہ بیشک قبولیت دعا کے مقام ہیں۔ پھر کہتا ہوں کہ خدا یہاں بھی ہے وہاں بھی ہے۔ تم دونوں جگہ دعا مانگو یعنی یہاں بھی دعا ضرور مانگو۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میرے خسر سے کہا تھا کہ میرے لئے عرفات میں دعا کرنا۔ میرے خسر کا بیٹا جو ان کے ہمراہ حج میں موجود تھا اب موجود ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارے باپ نے عرفات میں دعا مانگی اور میں آمین آمین کہتا جاتا تھا۔

مگر انسان سے اس قسم کی غلطیاں ہو جاتی ہیں۔ ان غلطیوں کے دور کرنے کے لئے میں نے کہا تھا کہ میں تین مہینہ میں قرآن شریف پڑھا سکتا ہوں بشرطیکہ پانچ سات آدمیوں کی ایک جماعت ہو۔ قرآن کے لئے بھی دعا مانگنی چاہئے۔ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ وَ یُعَلِّمُکُمُ اللّٰہُ (البقرۃ:۲۸۳) جو تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کو خدا سکھاتا ہے۔ قرآن پڑھو۔ سیکھو۔ اس کے علم میں ترقی کرو۔ اس پر عمل کرو۔ قرآن سے تم کو محبت ہو۔

وَ تَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ حق کے پہنچانے میں کچھ تکلیف ضرور ہوتی ہے۔ اس تکلیف کو برداشت

کرنے کے لئے دوسرے کو صبر سکھاؤ اور خود بھی صبر کرو۔ یہ سورۃ اگر تم نے سمجھ لی ہے تو دوسروں کو بھی سمجھاؤ اور برکت پر برکت حاصل کرو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرو۔ اس کے ملائکہ سے 'نبیوں اور رسولوں سے محبت کرو اور کسی کی بے ادبی نہ کرو۔ تم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی نعمت عطا کی ہے۔ حضرت صاحب کا دنیا میں آنا معمولی بات نہیں۔ اس طرح یہاں بیٹھے ہو۔ یہ انہیں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ دعائیں بہت کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو دوسروں تک حق پہنچانے کے لئے توفیق دے۔ یہ مسجد میرے نام بنی ہے مگر میں دیکھتا ہوں یہ کس قدر تنگ ہے۔ اس مسجد نور کو بڑھاؤ۔ مگر نیکی کے لئے اس میں مدرسہ بناؤ مگر قرآن شریف کا۔ ایک مدرسہ یہاں ہے اس کی طرف تو ہمارے دوستوں کی بھی بہت توجہ ہے۔ گورنمنٹ بھی مدد دیتی ہے۔ اس کے لئے ہر قسم کا سامان اور مکان بھی اچھا ہے مگر مدرسہ احمدیہ کے لئے کوئی نگرانی تک بھی نہیں۔ کوئی اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ لڑکوں کی کتابوں اور کپڑوں تک کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ مگر کچھ لوگ چلے آتے ہیں۔ وہ رات کے کپڑے' قرآن' سب سے محروم رہتے ہیں۔ چند روز بھٹک کر تم کو بددعائیں دیتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ میں نے چند آدمیوں سے ایک دن کہا تھا کہ اس قسم کے آوارہ لوگوں کے لئے کوئی تجویز کرو۔ انہوں نے ایک کمیٹی بنائی مگر صرف مجھ کو خبر پہنچانے کے لئے کہ ہم نے کمیٹی بنائی ہے' عمل کرنے کے لئے نہیں۔ دعا کرو کہ یہاں کے رہنے والوں کے دل دردمند ہوں۔ جو یہاں آئیں وہ ابتلاء میں نہ آئیں۔

یہاں تین قسم کے طالب علم آتے ہیں۔ اول مدرسہ انگریزی کے طالب علم۔ ان کے لئے مکان' کتاب ہر قسم کا انتظام ہے۔ دوسرے مدرسہ احمدیہ کے لئے۔ ان کی تعداد مدرسہ انگریزی کے مقابلہ میں بہت کم ہے مگر ان کا انتظام کچھ نہیں۔ تیسرے سب سے کم وہ جو آوارگی کے لئے یہاں آجاتے ہیں۔ تم سے کہنے کا منشاء ان کی شکایت نہیں بلکہ مدعا یہ ہے کہ تم ہمت کرو گے تو کام نکلے گا۔ حضرت صاحب کی کتابوں کی اشاعت کرو۔ ایک شخص مکان بنانا چاہتا ہے۔ اس کے لئے بھی میں کہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کسی کا قرضہ نہیں رکھتا۔ وہ تمہارا محتاج نہیں۔ تم سے جو کام لیا جاتا ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ تم کو نفع زیادہ حاصل ہو۔ صحابہ کرام نے جو کچھ خرچ کیا وہ اب تک واپس کیا جا رہا ہے اور قیامت تک واپس ہوتا رہے گا۔

میں تمہارے لئے دعائیں کر چکا ہوں اور کرتا رہتا ہوں۔ تم بھی دعاؤں کی بہت عادت ڈالو۔ دعائیں بہت کرو مگر خدا تعالیٰ کو آزمانے کے لئے دعائیں نہ کرو۔

خطبہ ثانیہ میں فرمایا۔

یہ ایک بڑا گر ہے۔ جس قدر تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور تعظیم کرو گے تمہاری تعظیم ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرو گے تو وہ تم پر رحم کرے گا۔ دعائیں بہت کیا کرو' وہ قبول کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی یاد بہت بڑی چیز ہے۔ تم اس کے ہو جاؤ وہ تمہارا ہو جائے گا۔

(بدر جلد ۱۲ نمبر ۳۱' ۳۲' ۳۳ ------ ۲/۷ فروری ۱۹۱۳ء صفحہ ۳ تا ۵)

☆-☆-☆-☆